Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 32, Sr.No.84, 2011, pp 97 - 112

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۲، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۱ء، شمارہ ۸۴

للّہ عارفہ...... کشمیر کی صوفی شاعرہ

ڈاکٹر نصرت نثار☆

Abstract:

In the fourteen century a woman writing in any language was a rarity, but it happened in Kashmir. A voice which set off a resonance heard with clean tone till to-day spoke directly to the people. This path breaking woman is the mystic poet Lala Arifa, whom the Kashmiries veneratge to this day the prophetess, morla guide and a fount of practical wisdom. Her words are on the tips of tongue on every Kashmiri, and they are quoted at every step in their lives.

کشمیر کو علم و ہنر میں ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ کشمیر نقشہ عالم میں اس طرح واقع ہے کہ اس کی حدود کے ساتھ چھ ممالک کی سرحدیں ملتی ہیں۔ یہ خطہ کشمیر ہی تھا جس میں سے ملحقہ ممالک کے سوداگر تجارتی مال کے علاوہ اپنی اپنی سرزمین میں رائج افکار اور فنون لے کر گذرتے تھے۔ اس کے علاوہ وادی کی صحت افزا آب و ہوا اور قدرتی مناظر کا سحر انگیز حسن ہمیشہ ایشیائی ممالک کے مفکرین دانشوروں، فنکاروں، معماروں اور کاریگروں کے لیے باعث کشش رہا ہے۔ ان سیاحوں میں کئی ایک یہاں آ کر اس قدر مسحور ہوئے کہ یہیں کے ہو کے رہ گئے اور بدھوں کے ایک بہت بڑے عالم ناگ ارجن کی طرح کشمیر کو ہی اپنا وطن بنا لیا۔

☆ انچارج، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

قدرتی طور پر دلکش ماحول نے ان کی تخلیقی صلاحیتوں میں نئی اٹھان پیدا کی اور وادی کے رائج الوقت علم و ادب کے خزانے میں اضافہ کرتے گئے۔ اس طرح ثقافت کشمیر کا دامن بتدریج علمی جواہر پاروں سے بھرتا گیا اور زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ نئی بلندیوں پر پہنچتا رہا۔

پنڈت پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

> ''علم و حکمت کی کوئی ایسی شاخ نہ تھی جو کشمیریوں کے مطالعہ سے رہ گئی ہو۔ اور جس میں انہوں نے اپنی اچھوتی تخلیقات سے نئے اضافے نہ کیے ہو۔ فلسفہ، مذہب طب، فلکیات، ادب، انجینئرنگ، سنگ تراشی، معماری، مصوری، موسیقی، رقص اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں کشمیری ترقی و عروج کی انتہائی بلندیوں پر عہد عتیق سے پہنچ چکے ہیں۔ اور اس کام میں مردوں کے شانہ بشانہ عورتیں بھی اس میں اضافہ کرتی رہیں۔(۱)''

کہا جاتا ہے کہ کشمیر میں راجاؤں کے دوش بدوش کشمیر کی رانیاں بھی عوامی فرائض کو نبھانے میں پیش پیش رہتیں تھیں۔ تاج پوشی ہو یا کوئی اور تقریب راجاؤں کے ساتھ ساتھ رانیوں پر بھی ''پوتر جل'' چھڑکا جاتا تھا۔ راجاؤں کے پہلو بہ پہلو حصہ لیا کرتی تھیں۔ کئی ایک نے مضبوطی سے خود مختارانہ حکومت کی۔ اس حوالے سے ''رانی یشووتی'' بہت قابل احترام رانی گذری ہے۔ کلہن کی راج ترنگنی میں بیسوں ایسی عورتوں کا جن میں رانیاں بھی شامل ہیں ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے سیاسیات کشمیر میں کچھ کم حصہ نہیں لیا تھا۔ ہمیں ایسے واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ کہ کشمیر کی ابتدائی صدیوں میں عورتیں گھر کی چار دیواری سے نکل کر سیاست میں حصہ لیتی تھیں۔ اپنی جاگیروں کا خود انتظام کرتی تھیں اور وقت آنے پر اپنی فوج کی ہراول میں لڑتی تھیں۔(۲)

شاعر بلہن کشمیری عورتوں کے حسن و جمال اور کارناموں کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''کشمیری عورتیں سنسکرت زبان روانی کے ساتھ بول سکتی تھیں اور کئی ایک نے ادبی لحاظ سے بھی اس زبان میں کام کیا۔''(۳)

Broadly skpeaking, from early times down to the

thirteeth century A.D. Kashmiri women enjoyed remarkable freedom, wielded ample power and exercised responsibility which gave them a high status in the society. In Kashmir, However, the status of a woman was much better them in the rest of India.:.(4)

اسی طرح جب ہم کشمیری ادب کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اس کا باقاعدہ آغاز ایک خاتون نے ہی کیا جو ''للہ عارفہ'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری للہ عارفہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''راہ حق کی متلاشی، عظیم صوفی منش خاتون للہ عارفہ سلطان علاؤ الدین کے دور حکومت میں پیدا ہوئی۔ اس کی شادی بچپن میں ہی ہوئی اور وہ گھر گرہستی کے بندھنوں میں قید ہو کے رہ گئی۔ مگر اس دوران تلاش حق کے جذبے نے اسے سرشار کر دیا۔'' (۵)

للہ عارفہ کی شادی بچپن میں ہی ایک ایسے شخص کے ساتھ کر دی گئی تھی جو اس کی قدر نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ اس کی ساس نے بھی اس سے بہت ظالمانہ سلوک روا رکھا تھا۔ اس کے کھانے کے برتن میں ایک پتھر رکھتی تھی جس پر چاول کے چند دانے ڈالتی تھی۔ لیکن وہ خاموشی سے یہ سب کچھ برداشت کرتی تھی۔ اس کا یہ راز اس وقت کھلا جب وہ دریا پر پانی لینے گئی۔ ان کے گھر میں دعوت کا اہتمام تھا۔ اس کی سہیلیاں اس کو کہہ رہی تھی کہ آج للہ عارفہ کے مزے ہیں۔ گھر میں خوب کھانے پک رہے ہیں تو وہ کہتی ہیں۔

ہونڈ ماری تن۔ ماری تن کٹھ۔ للہ نلہ وٹھ ژلہ نہ زانہہ۔

ترجمہ: چاہے بھیڑ ذبح ہو یا دنبہ۔ للہ کے نصیب میں پتھر ہی رہے گا۔ للہ عارفہ کا سسر پاس ہی دریا کے کنارے غسل خانے میں نہا رہا تھا تو وہ اس سے ہمدردی کرنے لگا۔ جو کہ للہ عارفہ کی ساس کو گوارا نہ تھا۔ وہ اس کے مرتبے سے ناآشنا تھی۔ وہ اس کے شوہر کو مزید بھڑکاتی

ہے۔ ایک دن جب وہ پانی گھڑا سر پر اٹھائے دریا سے واپس آ رہی تھی اس کے شوہر نے غصے میں گھڑے پر ڈنڈا مارا۔ گھڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ مگر پانی اپنی جگہ معلق رہا۔ اس پانی سے گھر کے مختلف امور اس نے انجام دیئے اور باقی کا پانی باہر پھینکا تو وہ تالاب کی شکل اختیار کر گیا۔ اور یہ تالاب ''لل تراگ'' کے نام سے موسوم ہے۔(۶)

پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

> ''للہ عارفہ کشمیر میں مذہبی انسان دوستی کی پہلی پیامبر تھی۔ وہ ۱۳۳۵ء میں پاندریٹھن کے مقام پر ایک براہمن گھرانے میں پیدا ہوئی۔ اوائل عمر ہی سے اس نے براہمنیت کی مروجہ روایات، عقائد اور رسوم پر کاربند رہنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی انتہائی مجذوبانہ حالت کے علی الرغم اسے ایک راسخ العقیدہ براہمن کے گھر میں بیاہ دیا گیا کافی عرصہ ساس اور شوہر کے ہاتھوں سختیاں برداشت کرنی پڑیں۔ آخر کار بہت تکلیف اٹھانے کے بعد اس نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ اور جنگلوں میں پھرنے لگی۔(۷)

للہ عارفہ چونکہ ایک برہمن گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور اس نے بچپن ہی سے خدا ترسی اور مذہبی ماحول میں تربیت پائی اور اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اس زمانے میں عورتوں کو روایتی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ اس کے کلام کے مطالعے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کو میکے میں تعلیم دی گئی تھی۔ وہ خود فرماتی ہیں:

آوژاری ہا مالہ چھی پوتھین پران
یتھ طوطہ پران رام پنجرس منز
گیتا پران ہیمتاہ لبان
پرم گیتا تہٕ پران چھس

ترجمہ: نادان لوگ مذہبی کتابیں اس طرح رٹتے ہیں۔ جس طرح ایک طوطا مفہوم سمجھے

بغیر رام پڑھتا رہتا ہے۔ لیکن میں نے گیتا (مذہبی کتاب) پڑھ کر زندگی گزارنے کی ہمت پائی ہے۔ میں نے گیتا پڑھی ہے اور پڑھ بھی رہی ہوں۔

ناخوشگوار ازدواجی زندگی برداشت کرتے کرتے للہ عارفہ سونے سے کندن بن گئی۔

"Lalla, however, learned to be calm, tolerant and peaceful during the days of ordeal. This was the first school she had to attend in her long life spent in ideological and spiritual struggle which she was soon called upon the wage."(8)

کہا جاتا ہے کہ للہ عارفہ نیم برہنگی کی حالت میں گھومتی پھرتی تھی۔ شاید لوگوں کا اشارہ ان کے اس واکھ (شاعری) کی طرف ہے جس میں وہ کہتی ہے:

ترجمہ: مجھے میرے گورو نے ایک ہی نصیحت فرمائی
باہر سے اندر چلی جاؤ
اس بات نے مجھ للہ عارفہ پر ایسا اثر کر دیا
اسی لیے میں برہنہ پھرنے لگی

لیکن پروفیسر شفیع شوق لکھتے ہیں:

''وہ خاتون جو اپنی شاعری کے ذریعے معاشرے کو شعور کا پیغام دیتی ہے وہ بھلا خود کیسے عریانی کے عالم میں پھرتی رہتی۔ ان کا اشارہ اس روحانی کمال کی طرف ہے جب ایک متلاشی مادی وجود کو بھول کر ابدی حقیقت کے ساتھ واصل ہونا چاہتا ہے۔ جہاں پر انسان اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔''(۹)

عریاں پھرنے سے یہ مطلب نہیں کہ وہ لباس کی پرواہ نہیں کرتی بلکہ ظاہری دنیا کی پرواہ کیے بغیر اپنے باطن کو ڈھونڈتی رہتی۔

اس کا ذہن ہمیشہ ظاہر اور باطن کے درمیان کے رشتوں میں دلچسپی لیتا تھا اور روحانیت

کے بنیادی سوالوں کا جواب تلاش کرتی رہی۔ روایتی شاستر و سے اس کو مدد حاصل نہ ہو سکی بڑے بڑے داناؤں کے پاس جا کر بھی اس کو تسلی نہ ہوئی اور آخر نا امید ہو کر ظاہری دنیا کے سارے بندھن توڑ کر حقیقت کی تلاش میں پھرتی رہی۔

> Not many years of her married life had passed when Lalla decided to forsake her kith and Kin. She was young. when the domestic ties were snapped by her to become a seeker after truth. All this was not sudden, She was fully prepared for it mentally; it was pre-meditated and well-thought out.(10)

للہ عارفہ کا پیدائشی ولی ہونا اس کی عادات و اطوار سے ظاہر ہوتا ہے اور اس نے اسی ماحول میں پرورش بھی پائی اور کم سنی میں ہی غیر معمولی روحانی حسیت کے علامات کا احساس دلایا تھا۔ سسرال کے حالات نے اس کی جبلی حسیت کو اور زیادہ استوار کیا اور اس کے داخلی ذرائع نے صبر اور خاموشی کے ساتھ اس کے تکلیف سہنے کی قوت کو مجتمع کیا تاکہ وہ اپنے اندر ہی صداقت اور نور کی تلاش میں رہے۔

یہ بات یقینی ہے کہ اس نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے بزرگوں اور مشاہیر کے ساتھ ملاقات کی۔ سید علی ہمدانی ؒ اور باہر سے آئے ہوئے بزرگ اس وقت تک اسلام کی تبلیغ نہیں کرتے تھے اگر وہ للہ عارفہ جیسے بزرگوں اور مشاہیروں سے مل کر کشمیر کے فکری اور روحانی طور طریقے نہ سمجھ پاتے۔ شفیع شوق لکھتے ہیں:

> ''ان کے کلام کے تمام تصورات اسلامی عقائد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ اس کا تصور ''خود کو پہچاننا'' اگرچہ ان کے فلسفے کا مرکزی خیال ہے یہ دین اسلام کا بھی پیغام ہے۔ مَن عَرَفَ نَفْسَہُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہُ۔ اس کا بت پرستی کے خلاف پیغام اور توحید کا فلسفہ بھی اسلام کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔(۱۱)

> She was yet uninitiated in the mystries of the new

faith (Islam) which had been recently introduced in the valley and a follower of which was ruling the land as its Sovereign. As one whose consuming passion was ceaseless search after truth, Lalla could neither Ignore the rapidly spreading creed nor even remain indiffrent to it.(12)

للہ عارفہ کا زمانہ پر آشوب زمانہ تھا۔ یہ وہ دور تھا جب کشمیر میں اسلام کی آمد ہوئی تھی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ زمان و مکان مذہب و ملت، اور زبان و نسل کے اختلاف کے باوجود عالم گیر صداقتوں کے بارے میں صوفیا۔ سنتوں اور زُہاد کے روحانی تجربات میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ روحانی سائنس صداقتوں پر مبنی ہے یہی وجہ ہے کہ انسانیت ان ہمہ گیر صداقتوں سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ للہ عارفہ کا شمار بھی ایسی ہی ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے انسانی زندگی پر ان مٹ نقوش ثبت کیے ہیں۔(۱۳)

للہ عارفہ نے ہمیشہ اپنے کلام کے ذریعے امن اور پیار کا پیغام دیا ہے۔

The great Lalla of Kashmir was no exception. She has described the way she nurtured lover for her beloved God in her poetry, in a variety of expressions. She has compared love with ever burning fire. "Loluk nar Loll loli Lalanovum." I cradled the fire of love in my bosom."(14)

للہ کی عظمت و رفعت کو دیکھ کر بہت سے بزرگ یہ خواہش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ایسی ہی عظمت اور محبت کرنے والے بنادے۔ یہاں تک کہ اس کا اپنا مرشد (سری کنٹھ) کہتے ہیں ''گوژ اٹھ گورس کھستھے'۔ سوئی وَردِتم دِود

ترجمہ: شاگرد اپنے مرشد سے آگے نکلا۔ مجھے بھی ایسا ہی مقام عطا کر دے۔ کشمیر کے ایک بہت بڑے صوفی شیخ نور الدین رشیؒ جوان کو روحانی ماں تصور کرتے تھے۔ وہ بھی ان کی جیسے

عظمت عطا کرنے کی خواہش کرتا ہے۔

لَس پدمان پورچہ للے
یمۂ گلہ گلے امریتھ چوو
سُو سائی اوتار لولے
تِتھی مۂ ور دِتم دوو

ترجمہ: وہ پدمان پورہ کی جو للہ ہے جس نے امرت کو مزے مزے لے کر پیا۔ وہ ہماری اوتار بزرگ ہے میرے خدا مجھے بھی ویسا ہی عظمت عطا کر دے جیسے کہ تو نے اس کو عطا کی ہے۔

جیالال کول ''لل دید'' میں لکھتے ہیں:

للہ عارفہ وہ غیر معمولی اور نادر طرفہ، ایک بلند ترین دیوی ہے جس نے دوران حیات ہی عظیم مقام حاصل کیا اور نور کی دنیا میں داخل ہوگئی وہ زندگی سے بے پرواہ ہوگئی اس کے لیے زندگی کی بے معنویت اور موت کا خوف ختم ہو کے رہ گیا اس نے وفور شوق یکسوتیما کے ساتھ حق سے محبت کی اور اس کو اپنی ذات میں پالیا۔ جب اس نے اس راستے کو پایا تو وہ کہہ اٹھی۔(۱۵)

نِشۂ چھُوی تے دُور موگارُن
نِشۂ چھُوی تے پرز نا وَن

ترجمہ: وہ تمہارے پاس ہی ہے اُس کو دور سے مت ڈھونڈو۔ وہ تمہارے پاس ہی ہے اس کو پہچان لو۔

للہ عارفہ نے حق آ گہی میں غرق ہو کر مشاہدہ اور تلاش حق میں راہبانہ زندگی بسر کی اور چاروں اور اس کو جلوہ گر دیکھا مذہبی ظاہر داری کی پابندیوں اور روایتی زہد وتقویٰ کا بھی اسے کوئی پاس نہ تھا اس نے داخلی تلاش اور روحانی تکمیل کو اولین ٹھہرایا وہ اسی حق کے لیے جیتی رہی جس کو اس نے پالیا تھا اور رسوم ورواج کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت نہیں کی۔ کیونکہ اس کے نزدیک زندگی کا منتہائے مقصود یہ تھا اور اسی لیے دنیا کو خیر باد کہا اور یہ بلاوا اس کے باطن کا تھا اور اس بلاوے میں

حکم عدولی کو کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ بلاوا اس کو آتا ہے جو اس کے لیے مکمل طور پر تیار ہوتا ہے۔

Triloki Nath Dhar للہ عارفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> She was a crussadar of truth. She went very where spreading the message of true worship, non-duality, piety and inward search. She also wandered in search of divine, who she eventually preceived within. About these tribulatious she has this to say.(16)

دَمہ دَمہ کوُرمس دمن آیے
پرزلیوم دیپ تہ نیم ذاتھ
اَندیم پرکاش بنیر ژھوٹم
گٹہ رودٹم تہ کرمس تمھ

ترجمہ: میں دھیرے دھیرے اپنے من کی تَرتیب کرتی رہی۔ اس عمل سے مجھ سے روشن شمع عرفان ہوگئی اور مجھ پر ذات کی حقیقت ایک آن میں کھل گئی۔ میرے اندر جو بسا تھا نور باہر آ گیا۔ گھپ اندھیرے میں وہاں پر اس کو قابو کر لیا۔

للہ عارفہ نہ صرف ایک صوفی یا مبلغ تھی بلکہ وہ سماجی اصلاح کے لیے بھی ہر وقت کوشاں رہتی تھی وہ پیکر عزم و عمل تھی اس لیے زندگی اور کائنات کی طرف ان کا رویہ تعمیری اور مثبت ہے اگر چہ وہ دنیا کو بے ثبات اور ناپائیدار مانتی تھی۔ لیکن وہ چند روزہ کی حیات مستعار سے تعمیری اور روحانی ترقی اور مقاصد کے لیے کام بھی لینا چاہتی تھی اس لیے ان کا فلسفہ فنا کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ بقا کا راز سمجھاتا ہے جو سرتا پا جلال و عظمت ہے جب انسان اس عظمت کو پا لیتا ہے۔ تو وہ خلاصۂ کائنات اور صاحب علم الاسماء بن جاتا ہے۔ للہ عارفہ انسان کو حقیقت تک رسائی حاصل کرنے پر ابھارتی ہے۔ وہ مزید فرماتی ہے یہ کائنات اللہ نے انسان کے لیے مسخر کی ہے یہ اس کی جولانگہ ہے بشرطیکہ انسان معرفت نفس کے ذریعے معرفت رب کائنات حاصل کر کے عَبدُہ کے مقام ارفع

اوعلیٰ کا حقدار بنے۔

بقول للہ عارفہ کے

عمل پیم سے یہ ساری کائنات ہوتی ہے گم
عالم شکل و شمائل کانہیں رہتا وجود
پھر خلا بھی جذب ہو جاتا ہے برتر ذات میں
اے انسان حق یہی ہے اس حق کو تو پہچان لے

حضرت علامہ اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا:

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

Having realised the true essence of reality, a man should sacrifice his entire possessions to attain that noble deal. He should control the six senses and take to the right path. Then alone he will reach the stage of illumination.(17)

للہ عارفہ یقیناً دنیا کے عظیم ترین روحانی فہم وفراست رکھنے والوں میں شامل ہے۔ ایسے بزرگوں کا وجود ہی فیض اور رحمت کا منبع ہے۔ وہ غیر محسوس اجالے کا نور پھیلا دیتی ہے۔ جس سے پاکیزگی اور بھلائی اور سب سے بڑھ کر اونچ نیچ اور امیر وغریب ہندو مسلمان انسانی بھائی چارے کو تقویت چلتی ہے۔ ان قدروں کو ذات پات کی تمیز کیے بغیر لوگوں نے گلے لگایا اور سماج میں سرایت کر گئیں۔ ان کے واکھوں (شاعری) کو بطور ہدایت قبول کیا گیا۔

راجس بأج پیمی کرنتل پأج
سورگس بأج چھے تیتھ تامے دان

سبزس باج پیمی گورکتھ پاج
پاپہ پونی باج چھے پنہ نے پان

ترجمہ: دنیاوی معاملات میں دھوڑ دھوپ کرنے سے دنیاوی خوشحالی حاصل ہوتی ہے۔ البتہ جو آخرت کی بہتری چاہتا ہے وہ تکلیفیں برداشت کرتا ہے۔ اور اس راستے پر چلنے کے لیے مرشد کے ارشاد پر عمل کی ضرورت ہے۔ اور انسان خودشناسی حاصل کرے۔

للہ عارفہ کے بہت سارے واکھوں (شاعری) کے اندر ہم آسانی کے ساتھ اس سوال کا جواب تلاش کر سکتے ہیں۔ جو لاکھ دبانے پر دبنے نہیں پاتا۔ آخر وہ کون سے قواعد وضوابط تھے۔ جن پر وہ عمل پیرا تھی۔ دولت، ثروت، اختیار، اقتدار اور نفسیاتی خواہشات کو لات مارنے کے بغیر ہی وہ فیصلہ کن طریقے پر بات کرتی ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ دکھ اور غریبی کو صبر کے ساتھ جھیلنا ہے۔ ان چیزوں کے نتیجے میں پیدا شدہ اندرونی کشمکش، ذہنی دباؤ اور ناامیدیوں کی نسبت اس کا فیصلہ کن ارشاد دلکش استعارات اور تشبیہات کے لباس میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ دُھنیے کے زور دار جھٹکے جولاہے کی ٹھوکریں اور لاتیں، ان مراحل سے نکل کر دھوبی کے پتھر پر پٹائی کے ساتھ میل نکالنے کے لیے راکھ اور صابن ملنے کا عمل۔ اور پھر درزی کی قینچی جس کا کام ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے اور بٹنے کی منزل سے بنے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے تک سے وہ علامتی طور پر ضابطے کے مختلف مرحلوں سے گذرتی ہے۔

سمارس آلیس تپسی
بو دہر کانتی تویم سہنز
مَریم نئہ کا نہہ تئہ مرنہٗ کأنسیہ
کرینھ تئہ سہہ نچھ

ترجمہ: میں تپسوی بن کے اس سنسار میں آ کر رہی پھر نور دانش سے حقیقت دیکھ پاتی ذات کوئی مر جائے یا میں مر جاؤں اس سے کیا غرض۔ موت ہو یا زندگی میرے لیے سب برابر حقیقت شناس ہستیوں کا قول ہے کہ حقیقت کی تلاش دقیق اور کٹھن ہے اس کے لیے اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے ایسی باتوں سے خود کو دور رکھنا پڑتا ہے جو انسان کو فریب دیتے ہیں۔ یعنی شہوت، غصہ، حرص اور غرور یہ سب راہزن ہیں۔ اور دن دھاڑے انسان کو لوٹتے رہتے ہیں اس لیے وہ کہتی ہے۔

مارکھ مار بوتھ کام۔ کرودھ لوب

ترجمہ: شہوت، غصہ اور حرص یہ تینوں قاتل ہیں انہیں مار ڈال ان کے دل سے ساری خواہش خود بخود مٹ گئی تھیں وہ کھانے پینے میں اعتدال پسند تھیں اور بہر صورت درمیانی راستہ اختیار کرنا ان کا اشعار بن چکا تھا۔

سوے کھیہ سالہ سوے آسکھ

سوے کھینہ مژرنے برنین تاری

ترجمہ: کھانے پینے میں اعتدال اختیار کر۔ ایسا کرنے سے تیرے لیے دروازے کھول دیے جائے گئے۔

Her emphasis on self restraint is great. She perhaps never heard of aristole but like him she too has choosen the "Golden Middle" as the best path. By over eating you will achieve nothing and by not eating at all you will imbibe conceit of having become an sascetic" She warns the seeker, eat moderately, darling and you will achieve blissful balance. By living in moderation diverse doors of (of success) will be unbolted upon you."(18)

بقول ڈاکٹر یوسف بخاری کے "للہ عارفہ" کا کلام خون جگر میں رنگا ہوا ہے۔اور اس میں وہ اسرار و رموز موجود ہیں جو کسی پہنچے ہوئے سنت یا صوفی ہی کے ہاں مل سکتے ہیں۔ان کے من سے دوئی مٹ گئی تھی وہ محبت اور امن و آتشی کا سرچشمہ ہے۔(۱۹)

پنڈت پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

Lal Ded is a confirmed monotheist, an unshakeable believer in the one and only God. But God to her is not a despot living apart from man and arbitarily wielding unlimited."(21)

للہ عارفہ حقیقت میں روحانیت، معرفت کی دنیا میں بہت آگے بڑھ چکی تھیں۔انہوں نے کشمیری عوام کو شعور کی قدروں سے آگاہ کیا۔للہ عارفہ کا دور خاص طور پر کشمیر میں تبدیلیوں کا دور تھا۔وہ دور کشمیر میں بقول شفیق شوق کے سیاسی افراتفریوں کا دور تھا۔اور ان سب چیزوں کا بغور مطالعہ کرتی رہی اور چودھویں صدی کے حالات کا عکس ہمیں اس کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ ان کے حالات زندگی میں قطع نظر جو بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے یہ کہ انہوں نے اہل کشمیر خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، امیر ہو یا غریب، خواندہ ہو یا ناخواندہ ہر کسی کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ان کے کلام کا اثر سب پر گہرا اور دیرپا رہا ہے اور رہے گا۔

جی ایم ڈی صوفی "Kasheer" میں لکھتے ہیں:

"In the role of notable women of Kashmir, the place of honour certainly belongs to Lalla Arifa, who has influenced Kashmir to such an extent that her sayings are on the lips of all Kashmiris, Hindu and Muslims and her memory is reverenced by all."(20)

سر جارج گریرسن نے للہ عارفہ اور ان کے کلام پر بہت تحقیق کی ہے۔ ان کے گہرے مشاہدے کے مطابق ''للہ عارفہ'' کے واکھ واضح اور منظر کش زبان کی تصویریں ہیں۔ جس کا تعلق مذہب کے عملی پہلو کے ساتھ ہے اور عملی طور پر منفرد اضافہ ہے جس کو لازمی طور پر مستقبل میں تاریخ کی بنیاد بننا ہے۔ بطور ایک روحانی دستاویز کے اس کی انفرادیت نمایاں ہے۔

اس کی عملی قدر و قیمت معرفت کی راہ پر چلنے والے کے لیے بے انتہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ شاعری بقول شیخ نورالدین رشی خاص چیز سے مالا مال ہے۔ ایسے تصورات سے جن کی بدولت نطق کو جلا ملتی ہے۔ ایسے آفاقی کلام تصورات کو نفوذ پذیر بنا دیتا ہے۔ اور ہماری روح پر پڑے ہوئے پردوں کو ہٹا کر لامحدود اور بے پایاں مناظر کو ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔''

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ پریم ناتھ بزاز۔ جدو جہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور آزاد کشمیر

۲۔ ایضاً

۳۔ پنڈت کلہن، راج ترنگنی، ویری ناگ پبلشرز، میر پور آزاد کشمیر

4- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan Pakistan Srinagar Kashmir

۵۔ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری۔ واقعات کشمیر۔ ص۷۳، اقبال اکادمی پاکستان

۶۔

۷۔ پریم ناتھ بزاز۔ جدو جہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور آزاد کشمیر، ص

8- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan .Pakistan Srinagar Kashmir

۹۔ کاشر ادبک تواریخ۔ پروفیسر شفیع شوق، کشمیری ڈیپارٹمنٹ، سری نگر کشمیر

10- Kashmirand it's poeple A.P.H Publishing corporation 5, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002.

۱۱۔ کاشر ادبک تواریخ۔ پروفیسر شفیع شوق، کشمیری ڈیپارٹمنٹ، سری نگر کشمیر

12- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan Pakistan Srinagar Kashmir

۱۳۔ لل دید۔ جیالال کول، ساہتیہ اکادمی، ریوتہ بھون، ۳۵ فیروز شاہی روڈ نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۰۱

14- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan Pakistan Srinagar Kashmir

۱۵۔ لل دید۔ جیالال کول، ساہتہ اکادمی، ریونہ بھون، ۳۵ فیروز شاہی روڈ نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۰۱

16- History of Kashmiri literature- Trilohi Nath Raina

۱۷۔ ایضاً

18- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan Pakistan Srinagar Kashmir

۱۹۔ شوازم اور کلام للہ دید۔ ڈاکٹر یوسف بخاری، شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور

20- Prem Nath Bazaz. Daughters of the Vitasta Gulshan Pakistan Srinagar Kashmir

21- G.M.D Sufi, University of the Punjab.